السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں اپنے چھوٹے بھائی کے نکاح کے لئے تقریباً 7 سال قبل اپنے خالو کے پاس گیا انہوں نے کہا تم بھی اپنی ہمشیرہ کا نکاح میرے بیٹے سے کردو، میں نے کہا کہ میری ہمشیرہ تو دینی درس گاہ میں زیر تعلیم ہے۔ فراغت کے بعد سوچ وبچار کروں گا، اسی دوران میرے بھائی کا رشتہ کردیا گیا مجھے بعد میں علم ہوا کہ اس طرح کا مشروط نکاح وٹہ سٹہ کے زمرے میں آتا ہے، اس لئے میں نے اپنی ہمشیرہ کا رشتہ دینے سے یکسر انکار کردیا لیکن برادری والے مجھے یہ کام کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ میرے والد نے اپنی زندگی میں میری بہن کی منگنی میرے چچازاد سے کردی تھی۔ میرے والد کے فوت ہونے کے بعد برادری کی طرف سے دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ میں اپنی ہمشیرہ کی منگنی اپنے خالوزاد بھائی سے کروں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں ہماری راہنمائی کریں کہ واقعی اس قسم کا نکاح وٹہ سٹہ کے زمرے میں آتا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال میں واضح ہو کہ مذکورہ صورت وٹہ سٹہ کی ہی ہے، جسے شریعت نے حرام اور ناجائز ٹھہرایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے نکاح سے منع فرمایا ہے۔ [صحیح بخاری، النکاح: ۵۱۱۲]

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دین اسلام میں نکاح وٹہ سٹہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔'' [صحیح مسلم، النکاح: ۳۴۶۸]

امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے۔ ''نکاح شغار اور اس کا بطلان۔'' حضرت نافع رحمہ اللہ اس کی تفسیر بایں طور پر فرماتے ہیں ''کہ آدمی اپنی بیٹی یا عزیزہ کسی دوسرے شخص سے اس شرط پر کرے کہ وہ بھی اپنی بیٹی یا عزیزہ کا نکاح اس سے کردے گا۔'' [صحیح مسلم، کتاب النکاح]

بعض روایات میں اس شرط کے ساتھ یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ دونوں لڑکیوں کا کوئی الگ حق مہر مقرر نہ کیا جائے۔ [صحیح بخاری، النکاح: ۵۱۱۲]

واضح رہے کہ مہر ہونے یا نہ ہونے سے نفس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ نتیجہ اور انجام کے اعتبار سے دونوں صورتیں یکساں حکم رکھتی ہیں، اگر ناچاقی کی صورت میں ایک لڑکی کا گھر برباد ہوتا ہے تو دوسری بھی ظلم وستم کا نشانہ بن جاتی ہے۔ قطع نظر کہ نکاح کے وقت ان کا الگ الگ حق مہر مقرر کیا گیا تھا یا نہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کے ایک نکاح کو باطل قرار دیا تھا، حالانکہ ان کے درمیان مہر بھی مقرر تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''یہی وہ شغار ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا تھا۔'' [ابوداؤد، النکاح: ۲۰۷۵]

ہمارے نزدیک اس قسم کے نکاح کی تین صورتیں ممکن ہیں:

1۔ نکاح کا معاملہ کرتے وقت ہی رشتہ دینے لینے کی شرط کرلی جائے یہ صورت بالکل باطل حرام اور ناجائز ہے۔

2۔ نکاح کے وقت شرط تو نہیں کی، البتہ آثار وقرائن ایسے ہیں کہ شرط کا سا معاملہ ہے۔ انجام کے اعتبار سے یہ بھی شغار ہے اور ایسا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ صرف جواز کا حیلہ تلاش کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔

3۔ نکاح کرتے وقت شرط بھی نہیں کی اور نہ ہی آثار وقرائن شرط جیسے ہیں۔ اس صورت کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ اس قسم کا تبادلہ نکاح محض اتفاق ہے۔ اس طرح کے نکاح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں متعدد مرتبہ ہوئے ہیں۔

صورت مسئولہ میں نکاح کی پہلی شکل ہے کہ خالو نے بات چیت کے وقت ہی اس شرط کا اظہار کردیا تھا لیکن دوسری طرف سے اس شرط کو قبول نہیں کیا گیا بلکہ آئندہ کے حالات وظروف پر اسے چھوڑ دیا گیا، پھر لڑکی کے والد نے کسی اور کے ساتھ اس کی منگنی بھی کردی ہے، اب برادری کی طرف سے منگنی توڑ کر خالوزاد سے منگنی کرنے پر دباؤ ڈالنا صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا کتاب وسنت کے خلاف ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:307